بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ اسبالِ الازار

احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

اسبال ازار یعنی ٹخنے سے نیچے لنگی یا پائجامہ پہننا۔ یہ فعلِ بد اور مکروہ انگریزوں نے ہمارے اندر پھیلایا ہے اور اب اکثر مسلمان اس برائی کو بُرا سمجھنے کے لئے تیار نہیں اور ظلم یہ ہے کہ ٹخنے سے اونچا لنگی یا پائجامہ پہننے والے کو بے وقوف اور حقیر اور دقیانوسی قرار دیتے ہیں۔ اس نادانی پر جس قدر بھی افسوس ہو کم ہے کہ عیب کو ہُنر اور ہُنر کو عیب سمجھا جاوے۔ اس مختصر رسالہ میں احقر صحاحِ ستہ کی احادیث اور ان کے شروح کے حوالہ سے اس بُرائی کی اصلاح کے لئے مستند مضامین جمع کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اُمتِ مسلمہ کے لئے نافع اور شرفِ قبول فرمائیں اور احقر کی نجات کے لئے اپنی رحمت کا بہانہ بنائیں، آمین۔

رحمتِ حق بہانہ می جوید

رحمتِ حق بہا نہ می جوید

اسبالِ ازار کے جرم پر چار عذاب کی وعید

از: مسلم شریف، صفحہ:۷۱، مطبوعہ نولکشور، لکھنؤ

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلاَ ثَۃٌ لاَ یُکَلِّمُھُمُ اللہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلاَ یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ وَلاَ یُزَکِّیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فَقَالَ فَقَرَأَھَا رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللہِ، قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَہٗ بِالْحَلْفِ الْکَاذِبِ۔

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے مجرم ہیں جن سے حق تعالیٰ نہ تو کلام، لطف وعنایت فرمائیں گے اور نہ نظر رحمت سے دیکھیں گے اور نہ اُن کو گناہوں کی گندگی سے پاک فرمائیں گے اور ان کے لئے عذابِ الیم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اس کو فرمایا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ

عنہٗ نے عرض کیا نامراد اور برباد ہوگئے یہ لوگ کون ہیں یارسول اللہ! ارشاد فرمایا اسبالِ ازار والے، احسان جتانے والے، اور اپنے سودے کو جھوٹی قسم کھا کر چالو کرنے والے۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ لَا یُزَکِّیْهِمْ سے مراد لَا یُطَهِّرُهُمْ مِنْ دَنَسِ ذُنُوْبِهِمْ یعنی گناہوں کے میل کچیل سے پاک نہ فرمائیں گے۔ اور ایک حدیث نقل فرمائی کہ قَالَ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِسْبَالُ فِی الْاِزَارِ وَالْقَمِیْصِ وَالْعِمَامَةِ اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ۔ یعنی ازار (لنگی یا پاجامہ) یا کرتا یا عمامہ کسی کا بھی ٹخنے سے نیچے کرنا جائز نہیں۔

اور لَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ کی شرح اَیْ یُعْرِضُ عَنْهُمْ نَظْرَهٗ سُبْحَانَهٗ تَعَالٰی لِعِبَادِهٖ رَحْمَةً وَّلُطْفَةً بِهِمْ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی نظرِ رحمت ایسے شخص سے پھیرلیں گے۔

عَذَابٌ اَلِیْمٌ کی شرح عَذَابٌ مُؤْلِمٌ سے فرمائی ہے قَالَ اَصْلُ الْعَذَابِ فِیْ کَلَامِ الْعَرَبِ مِنَ الْعَذْبِ وَهُوَ الْمَنْعُ یُقَالُ عَذَبْتُهٗ عَذْبًا اِذَا مَنَعْتُهٗ۔ عذاب کو عذاب اس لئے کہتے ہیں کہ وہ معافی سے مانع ہے اس لئے میٹھے پانی کو مَاءٌ عَذْبٌ کہتے ہیں لِاَنَّهٗ یَمْنَعُ الْعَطَشَ کیونکہ وہ پیاس کو روک دیتا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد: ۸، ص: ۲۳۸ میں فرماتے ہیں کہ نظرِ رحمت سے نہ دیکھنا اور گناہوں سے نہ پاک کرنا وغیرہ تمام وعیدیں محمول ہیں عَلَی الْمُسْتَحِلِّ اَوْعَلَی الزَّجْرِ اَوْ مُقَیَّدًا بِاِبْتِدَاءِ الْاَمْرِ اس فعل کو حلال سمجھنے والوں پر یا بطور تنبیہ وڈانٹ یا مقید ہے ابتدائی مرحلہ میں یا پھر نظر سے مراد نظرِ لطف اور نظرِ عنایت ہے۔

کون سے کپڑے ٹخنے کے نیچے لٹکانے سے گناہ ہوگا؟

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُیَلَاءَ الخ (وَهُوَ شَامِلٌ لِاِزَارِهٖ وَرِدَائِهٖ وَغَیْرِهِمَا) یعنی لنگی اور چادر اور ہر لباس شامل ہے۔

ابوداؤد شریف کی شرح بذل المجہود میں یہ روایت منقول ہے:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِسْبَالُ فِی الْاِزَارِ
وَالْقَمِیْصِ وَالْعِمَامَةِ وَکَذَا الطِّلْسَانُ وَالرِّدَاءُ وَالشِّمْلَةُ

(بذل المجهود، ج:٦، ص:٩٧)

اس روایت سے ازار اور قمیص اور عمامہ اور رات کو اوڑھنے کی چادر اور ہر چادر اور شملہ سب شامل ہے صرف ازار کے لئے خاص نہیں ہے۔

الطلسان: رات کو اوڑھنے کی چادر۔ (فقہ اللغات، ص: ۴۴۴)

اسبالِ ازار کی یہ وعیدیں اس وقت عائد ہوں گی جب بغیر توبہ کئے مرجاوے۔ اِذَا لَمْ يَتُبْ مِنْ ذٰلِكَ فِي الدُّنْيَا۔ (بذل المجہود)

اسبالِ ازار کن حالتوں میں متحقق ہوگا؟

بذل المجہود، ج: ۶، ص ۳: ۵ پر مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ رقم فرماتے ہیں:

اِسْبَالُ الْاِزَارِ وَهُوَ تَطْوِيْلُهٗ وَتَرْسِيْلُهٗ نَازِلًا عَنِ الْكَعْبَيْنِ اِلَى الْاَرْضِ اِذَا مَشٰى

اس سے معلوم ہوا کہ اُس کپڑے سے ٹخنے ڈھکنا منع ہے جو اوپر سے لٹکتا آرہا ہو اور چلنے کی حالت میں لٹک رہا ہو۔ پس اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے:

(۱)... اگر کپڑا نیچے سے آرہا ہو اور ٹخنہ ڈھک رہا ہو جیسے موزہ تو یہ جائز ہے اور یہ اسبال نہیں ہے۔

(۲)... چلنے کی حالت میں یہ اسبال مضر ہے۔ پس حالتِ جلوس و رقود یعنی بیٹھنے اور لیٹنے میں ٹخنے ڈھکنے سے کوئی گناہ نہیں جیسا کہ بیٹھنے اور لیٹنے میں قمیص کے دامن سے ٹخنے چھپ جاتے ہیں۔

ضروری نوٹ: یہ مسئلہ صرف مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں یعنی عورتوں پر یہ حکم عائد نہیں ہوتا۔ هٰذَا فِيْ حَقِّ الرِّجَالِ دُوْنَ النِّسَآءِ۔ (بذل المجہود، ج: ۶، ص: ۵۷)

ابوداؤد شریف کی ایک طویل حدیث کے آخر میں یہ جزءِ روایت بھی ہے کہ:

اِرْفَعْ اِزَارَكَ اِلٰى نِصْفِ السَّاقِ فَاِنْ اَبَيْتَ فَاِلَى الْكَعْبَيْنِ وَاِيَّاكَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ فَاِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ وَاِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ

اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ جو بھی اسبالِ ازار کرتا ہے وہ تکبّر ہی سے کرتا ہے۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ علیہ کو حضور صلی اللہ علیہ نے تکبّر اور مخیلہ سے پاک ہونے کی سند مرحمت فرمائی تھی ہر شخص کا صدیقِ اکبر بننے کی جرأت کرنا کیسے روا ہوسکتا ہے؟ جو حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس سے استثناء کا حق بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی

کو ہے۔ اور خیلاء کی قید جہاں جہاں بھی ہے وہ ان نصوصِ مصرحہ کی روشنی میں قید احترازی نہیں ہے بلکہ قیدِ واقعی ہے۔ جیسا کہ قرآن میں قتلِ اولاد کی ممانعت کے ساتھ خشیۃ املاق کی قید ہے۔ اگر اس کو بھی قیدِ واقعی کے بجائے قیدِ احترازی تسلیم کیا جاوے تو تنگدستی جہاں نہ ہو وہاں قتلِ اولاد کا جواز نکلے گا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ یہ قیدِ واقعی ہے یعنی جو بھی قتل کرتا تھا تنگدستی کے خوف سے کرتا تھا۔ اسی طرح فَاِنَّهَا مِنَ الْمُخِيْلَةِ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ قیدِ واقعی ہے۔ جو بھی ایسا کرتا ہے تکبّر ہی سے کرتا ہے اور جو تکبّر سے خود اپنے منہ اپنی براءت کا اظہار کرتا ہے تو یہ دعویٰ خود تکبّر کی ایک نوع ہے ؎

گفتی بت پندار شکستم رستم
ایں بت کہ تو پندار شکستی باقی ست

بخاری شریف کی شرح فتح الباری کی ایک روایت

کتاب اللباس میں حافظ ابنِ حجر عسقلانی کی تحقیق بھی اس بات کی تائید کرتی ہے کہ قیدِ احترازی نہیں بلکہ واقعی ہے۔ چنانچہ اس قیدِ واقعی کی تائید میں یہ روایت پیش کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِيْ اَثْنَاءِ حَدِيْثٍ رَفَعَهُ اِيَّاكَ وَجَرَّ الْاِزَارِ فَاِنَّ جَرَّ الْاِزَارِ مِنَ الْمُخِيْلَةِ

(فتح الباری، کتاب اللباس، ج:۱۰، ص:۲۶۴)

ترجمہ: بچو اسبالِ ازار سے پس تحقیق کہ اسبالِ ازار تکبر اور مخیلہ سے ہے۔

نیز حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول پیش فرمایا:

قَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ لَا يَجُوْزُ لِرَجُلٍ اَنْ يُّجَاوِزَ بِثَوْبِهٖ كَعْبَهٗ وَيَقُوْلُ لَا اَجُرُّهٗ خُيَلَاءَ اِلٰى فَاِنَّهَا دَعْوٰى غَيْرُ مُسَلَّمَةٍ بَلْ اِطَالَتُهٗ ذَيْلَهٗ دَالَّةٌ عَلٰى تَكَبُّرِهٖ (ملخصًا) وَحَاصِلُهٗ اِنَّ الْاِسْبَالَ يَسْتَلْزِمُ جَرَّ الثَّوْبِ وَجَرُّ الثَّوْبِ يَسْتَلْزِمُ خُيَلَاءَ لَوْلَمْ يَقْصِدِ اللَّابِسُ الْخُيَلَاءَ

(فتح الباری، ج:۱۰، ص:۲۶۴)

ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے کسی آدمی کے لئے یہ کہ وہ اپنے کپڑے کو ٹخنے سے آگے تجاوز کرے اور دعوٰی کرے کہ میں تکبّر سے نہیں لٹکاتا ہوں۔ پس اس کا یہ دعوٰی غیر مسلّم ہے یعنی نا قابلِ تسلیم ہے بلکہ اس کا یہ لٹکانا اُس کے تکبّر پر دلالت کرتا ہے

اور حاصل اس کلام کا یہ ہے کہ یہ اسبال جرِّ ثوب کو مستلزم ہے اور جرِّ ثوب مستلزم ہے تکبّر کو، اگرچہ مسبل کا ارادہ بھی تکبر کا نہ کرے۔

فتح الباری کی مزید تین روایات

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری فتح الباری میں تین روایات اور نقل فرماتے ہیں جس سے اسبال ازار کی ممانعت کی تائید ہوتی ہے:

(۱)... ایک صحابی عبید بن خالد نے کہا کُنْتُ اَمْشِیْ میں چل رہا تھا اور میرے اوپر چادر تھی جس کو میں ٹخنے سے نیچے تک کھینچ رہا تھا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِرْفَعْ ثَوْبَكَ فَاِنَّهٗ اَنْقٰى وَاَبْقٰى

(فتح الباری، ج:۱۰، ص:۳۲۳)

ترجمہ: اپنی چادر کو اونچا کر پس وہ صفائی اور اس کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔

پس میں نے کہا یہ چادر ہے مَلْحَاءُ (یعنی سفید وسیاہ خطوط والی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا نہیں ہے تیرے لئے میرے اندر نمونہ؟ اَمَا لَكَ فِيَّ اُسْوَةٌ؟ پس انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی طرف دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لُنگی نصف ساق تک تھی۔

قَالَ فَنَظَرْتُ فَاِذَا اِزَارُهٗ اِلٰى اِنْصَافِ سَاقَيْهِ

(فتح الباری، ج:۱۰، ص:۳۲۳)

(۲)... حضرت عمر رضی اللہ عنہ، کو جب ایک بد بخت شقی القلب مجوسی ابولؤلؤ نے زہر میں آلود خنجر پیوست کر کے قتل کر دیا تو آپ کرب واضطراب کے عالم میں زندگی سے مایوس ہو کر اپنے رب کریم سے ملاقات کی منزل سامنے دیکھ رہے تھے۔ ایسی حالت میں آپ نے ایک جوان کو دیکھا کہ اس کا لباس ٹخنے سے نیچے تھا تو فرمایا:

اِرْفَعْ ثَوْبَكَ فَاِنَّهٗ اَنْقٰى لِثَوْبِكَ وَاَتْقٰى لِرَبِّكَ

(فتح الباری، ج:۱۰، ص:۳۲۳)

ترجمہ: اے جوان! اپنی لُنگی اُوپر کر ٹخنے سے پس یہ عمل تیرے کپڑے کے لئے باعث پاکیزگی

اور تیرے رب کے لئے باعث تقوٰی ہوگا۔

(۳)... ایک صحابی نے عرض کیا یا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنِّیْ حَمِشُ السَّاقَیْنِ یعنی میری پنڈلیاں سُوکھی ہوئی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ یَا عَمْرُو اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْبِلَ

(فتح الباری، ج:۱۰،ص:۳۲۳)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر شئے کی تخلیق کو حسین بنایا ہے اے عمرو بے شک اللہ ٹخنے سے نیچے لباس پہننے والوں کو محبوب نہیں رکھتا۔

شارح بخاری شریف حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ظَاهِرُهٗ اِنَّ عَمْرَو الْمَذْکُوْرَ لَمْ یَقْصِدْ بِاِسْبَالِهِ الْخُیَلَاءَ وَقَدْ مَنَعَ مِنْ ذٰلِكَ لِكَوْنِهٖ مَظَنَّةً

(فتح الباری، ج:۱۰،ص:۳۲۳)

ترجمہ: ظاہر ہے کہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں۔ ان کا قصدِ اسبالِ ازار سے تکبّر کا نہیں ہوسکتا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مظنّۂ خیلاء سے بھی منع فرمادیا۔ یعنی اسی طرح کا لباس جو ٹخنے سے نیچے ہو اگر تکبر نہ بھی ہو تو متکبرین کی علامت ہونے سے موضع تہمت ہے شریعت نے موضع تہمت سے بھی بچنے کا حکم فرمایا ہے۔ کَمَا هُوَ مُصَرَّحٌ فِی الْحَدِیْثِ اتَّقُوْا بِمَوَاضِعِ التُّهَمِ۔

نیز شارح بخاری امام حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فیصلہ فرماتے ہیں وَاَمَّا الْاِسْبَالُ لِغَیْرِ الْخُیَلَاءِ فَظَاهِرُ الْاَحَادِیْثِ تَحْرِیْمُهٗ اَیْضًا یعنی جو اسبال بدون تکبّر ہو وہ بھی ظاہرِ احادیث سے حرام ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں اسبال ازار سے متعلق یہ روایت نقل فرمائی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب ما اسفل من الکعبین)

ترجمہ: جو حصّہ ٹخنے سے نیچے لباس سے چھپا ہوگا اتنا حصہ دوزخ کی آگ میں ہوگا۔

مردوں کے لیے ٹخنے سے نیچے لباس لٹکانے سے ممانعت کے وجوہ اور اسباب

(از: فتح الباری شرح بخاری، ج:۱۰،ص: ۲۶۳)

(۱)... قَدْ یَتَّجِهُ الْمَنْعُ فِیْهِ مِنْ جِهَةِ الْاِسْرَافِ فَیَنْتَهِیْ اِلَی التَّحْرِیْمِ۔ ایک وجہ ممانعت کی یہ

ہے کہ اس میں اسراف ہے جس کی حد حرام تک پہنچتی ہے۔ کسی ملک میں اگر دس کروڑ مسلمان ہیں اور وہ ٹخنے سے نیچے لُنگی یا پائجامہ نہ استعمال کریں تو چار چار انگل صرف دو انچ فی کس اگر کپڑا بچتا ہے تو دس کروڑ پر اتنا کپڑا بچے گا جو ہزاروں بلکہ لاکھوں غریبوں کے پائجاموں کے لئے کافی ہوگا۔

(۲)...وَقَدْ يَتَّجِهُ الْمَنْعَ فِيْهِ جِهَةِ التَّشَبُّهِ بِالنِّسَآءِ وَهُوَ اَمْكَنُ فِيْهِ مِنَ الْاَوَّلِ اور منع کا دوسرا سبب یہ ہے کہ اس میں مشابہت ہے عورتوں کے ساتھ چنانچہ حدیث میں ارشاد ہے:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لُبْسَةَ الْمَرْأَةِ

(مسند احمد)

ترجمہ: لعنت فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر جو عورتوں جیسا لباس پہنے۔

(۳)...قَدْ يَتَّجِهُ الْمَنْعُ فِيْهِ مِنْ جِهَةِ اَنَّ لَابِسَهٗ لَا يَأْمَنُ مِنْ تَعَلُّقِ النَّجَاسَةِ اور منع کے اسباب میں سے ایک یہ بھی کہ ٹخنے سے نیچے لباس والے نجاست سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

(۴)... اور منع کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تکبّر کے لئے ایسا شخص مظنّۂ تہمت ہے۔

اسبالِ ازار کے متعلق حضرت حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

حضرت حکیم الامّت مجدد الملّت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے امداد الفتاویٰ، ج: ۴، ص: ۱۲۱ پر احکام متعلقہ لباس کے ذیل میں یہی فتویٰ دیا ہے کہ ہر صورت میں ٹخنے سے نیچے لٹکانا پائجامہ یا لُنگی کا معصیت ہے۔ البتہ تکبّر سے لٹکانے میں دو معصیت کا اجتماع ہو جاوے گا۔ ایک گناہ اسبالِ ازار کا دوسرا گناہ تکبر کا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر امداد الفتاویٰ سے سوال و جواب پورا نقل کیا جاوے۔

ٹخنوں سے نیچے پاجامہ یا تہبند لٹکانا و دفع شبہ متعلقہ مسئلہ مذکورہ

سوال: زید کا خیال ہے کہ ازار تحت الکعبین ممنوع اس وقت ہے جبکہ براہ تکبر و خیلاء ہو جیسا کہ عرب کا دستور تھا کہ اس پر فخر کیا کرتے تھے اور جبکہ تکبراً نہ ہو اور محض زینت اور خوبصورتی کے لئے ایسا کرے تو جائز ہے اور زینت محض امرِ ذوقی ہے۔ ایک ہی امر ایک کو پسند ہوتا ہے دوسرا ناپسند کرتا ہے۔ اختلافِ ملک اختلافِ رواج کی وجہ سے بہت فرق ہو جاتا ہے۔ جس طرح نصف ساق تک پائجامہ اور

اس سے بھی اونچا بُرا لگتا ہے۔ اسی طرح مَا فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ بِهٖ نِسْبَةً مَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ کہ ابناء زماں کی نظر میں بدنما لگتا ہے۔ صرف اس بدنما لگنے کی وجہ سے نیچا پہنتے ہیں۔ رہا کبر و تفاخر سو دو چار انگل کے گھٹنے بڑھنے سے ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ زینت و پسندیدگی اس کی باعث ہے۔ چنانچہ احادیث میں اکثر یہ قید مذکور ہے مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ خُيَلَاءَ وغیرہ میں خیلاء کی قید ضرور ہے اور جو حدیثیں مطلق ہیں جیسے مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَفِي النَّارِ وغیرہ وہ بھی حسب دستور عرب اسی قید پر محمول ہیں اور مطلق کا مقید پر محمول نہ ہونا اس وقت ہے جبکہ مطلق و مقید دونوں دو واقعہ پر آئے ہوں جیسے کفارۂ قتل و کفارۂ ظہار اور اتحاد واقعہ کے وقت حسبِ اصول حنفیہ مطلق مقید پر محمول ہو جاتا ہے جیسے کفارۂ قسم کا قراءۃ ابن مسعود متتابعات کے ساتھ مقید ہو جانا۔ نیز اس کی مؤید وہ حدیث ہے کہ حضرت نے مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ کی وعید بیان کی اور فرمایا مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَنْ يَّنْظُرَ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یارسول اللہ! میری ازار لٹک پڑتی ہے اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَ تو حضرت نے فرمایا اِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَّفْعَلُهٗ خُيَلَاءَ رواہُ البخاری کذا فی المشکوٰۃ۔ پس اگر مطلقاً جرِّ ازار ممنوع ہوتا تو آپ اجازت نہ دیتے تو معلوم ہوا کہ یہ وعید خیلاء ہی کی صورت میں ہے اور بلا اس کے جائز ہے۔ اس شبہ کا حل مطلوب ہے۔

جواب: فِيْ نُوْرِ الْاَنْوَارِ بَحْثُ حَمْلِ الْمُطْلَقِ عَلَى الْمُقَيَّدِ فِيْ حُكْمٍ وَّاحِدٍ مَا نَصُّهٗ وَ فِيْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ وَرَدَ نَصَّانِ فِي السَّبَبِ وَلَا مُزَاحَمَةَ فِي الْاَسْبَابِ فَوَجَبَ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا يَعْنِيْ اِنَّمَا قُلْنَا اِنَّهٗ يُحْمَلُ الْمُطْلَقُ عَلَى الْمُقَيَّدِ فِي الْحَادِثَةِ الْوَاحِدَةِ وَالْحُكْمِ الْوَاحِدِ اِنَّمَا هُوَ اِذَا وَرَدَا فِي الْحُكْمِ لِلتَّضَادِ وَاَمَّا اِذَا وَرَدَ فِي الْاَسْبَابِ وَالشُّرُوْطِ فَلَا مُضَائِقَةَ وَلَا تَضَادَ فَيُمْكِنُ اَنْ يَّكُوْنَ الْمُطْلَقُ سَبَبًا بِاِطْلَاقِهٖ وَالْمُقَيَّدُ سَبَبًا بِتَقْيِيْدِهٖ۔

اور مَا نَحْنُ فِيْهِ میں حکم معصیت ہے اور مطلق جر اور جر لِلْخُيَلَاءِ اسباب اس کے ہیں۔ یہاں مطلق مقید پر محمول کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ پس مطلق جر کو بھی حرام کہیں گے اور جر للخیلاء کو بھی۔ البتہ دونوں حرمتوں میں اگر کسی قدر تفاوت مانا جائے تو گنجائش ہے، کیونکہ ایک جگہ ایک منہی عنہ کا ارتکاب ہے یعنی جر کا اور دوسری جگہ دو منہی عنہ کا ارتکاب ہے یعنی جر کا خیلاء کا پس یہ کہنا کہ چونکہ عرب کا دستور یہی تھا کہ فخراً ایسا

کرتے تھے اس لئے حرمت اسی کی ہوگی بلا دلیل ہے۔ کیونکہ خصوص مورد سے خصوص حکم لازم نہیں آتا جبکہ الفاظ میں عموم ہو وَیَتَفَرَّعُ عَلَیْہِ مِنَ الْاَحْکَامِ الْفِقْھِیَّۃِ۔ رہا قصّہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا میرے نزدیک اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اِنَّکَ لَسْتَ تَفْعَلُہٗ بِالْاِخْتِیَارِ وَالْقَصْدِ چنانچہ اِلَّآ اَنْ اَتَعَاھَدَ اس کی دلیل ہے کہ بلا قصد ایسا ہوجاتا تھا اور اسی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ہے۔ رہا للخیلاء کی قید یہ اس بناء پر ہے کہ اکثر جو لوگ اس فعل کو اختیار کرتے ہیں وہ براہِ خیلاء کرتے ہیں۔ پس حدیث اطلاق بسبب (یعنی فعلہ بالخیلاء) کا مسبب (یعنی فعل بالاختیار) پر ہوا ہے۔ وھو شائع فی الکلام ای شیوع فقط واللہ اعلم۔ (امداد الفتاویٰ، جلد: ۴، صفحہ: ۱۲۱ تا ۱۲۲)

جواب اشکال بر کراہت اسبال بدون خیلاء

سوال: آنجناب کے کسی رسالہ کے منہیہ سے مفہوم ہوتا ہے کہ اسبال مطلقاً ممنوع ہے حالانکہ بعض احادیث میں خیلاء کی قید موجود ہے۔ وَالْمُطْلَقُ یُحْمَلُ عَلَی الْمُقَیَّدِ وَاَیْضًا یُؤَیِّدُہٗ مَا فِیْ تَارِیْخِ الْخُلَفَآءِ لِلسُّیُوْطِیِّ مَانَصَّہٗ اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَہٗ خُیَلَاءَ لَنْ یَّنْظُرَ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اِنَّ اَحَدَ شِقَّیْ ثَوْبِیْ یَسْتَرْخِیْ اِلَّآ اَنْ اَتَعَاھَدَ ذٰلِکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکَ لَسْتَ تَضَعُ ذٰلِکَ خُیَلَاءَ۔

تَارِیْخُ الْخُلَفَآءِ فِیْ فَصْلٍ فِی الْاَحَادِیْثِ الْوَارِدَۃِ فِیْہِ فَضْلُ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ مَقْرُوْنًا بِعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا وَاِلَیْہِ ذَھَبَ الشَّیْخُ وَلِیُّ اللّٰہِ الْمُحَدِّثُ الدِّھْلَوِیُّ فِی الْمُصَفّٰی۔

جواب: حنفیہ کے نزدیک ایسی صورت میں مطلق اپنے اطلاق پر اور مقید اپنی تقیید پر رہتا ہے اور دونوں پر عمل واجب ہوتا ہے کَمَا ھُوَ مُصَرَّحٌ فِی الْاُصُوْلِ اور جو حدیث تائید میں نقل کی ہے خود سوال میں تصریح ہے کہ وہ عمداً انہ کرتے تھے۔ پس جواب کے بھی یہی معنی ہیں اِنَّکَ لَسْتَ تَضَعُ ذٰلِکَ عَمَدًا چونکہ خیلا سبب ہوتا ہے تعمّد کا پس سبب بول کر مسبب مراد لیا گیا۔ (مداد الفتاویٰ، جلد: ۴، صفحہ: ۱۲۲ تا ۱۲۳)

(روح کی بیماریاں اور ان کا علاج، حصہ دوم: صفحہ ۸۵۔۹۶)